تربیتِ والدین



تربیتِ اولاد کی اہمیت ضرورت حقوق انواع واقسام
اور عملی طریقوں پر مشتمل والدین کے لئے ایک بہترین تربیتی تحفہ

مؤلف محمد صدیق طاہری

تربیتِ والدین

تربیت اولاد کی اہمیت، ضرورت، حقوق، انواع واقسام اور عملی طریقوں پر مشتمل والدین کے لیے ایک بہترین تربیتی تحفہ

مؤلف

محمد صدیق طاہری

فاضل، جامعہ علیمیہ اسلامیہ

Graduate, Aleemiyah Institute of Islamic Studies Karachi

ناشر

راہ علم و عمل فورم کراچی

کتاب کا نام:۔ تربیتِ والدین

تالیف:۔ محمد صدیق طاہری

پروف ریڈنگ:۔ ڈاکٹر عبد المالک کاشف، خالد شامی

کمپوزنگ:۔ ابو طیبہ

ڈیزائننگ:۔ بلال حسین

اشاعتِ اول:۔ ربیع الاول 1439، نومبر 2017

ہدیہ:۔ 70 روپے

ناشر:۔ راہِ علم و عمل فورم کراچی

(((((کتاب حاصل کرنے کیلئے)))))

الاطہر اکیڈمی 0317.2131699 (کراچی)	محمد عمران 0321.8740476 (کراچی)
طاہر الحسن غزالی 0321.4589918 (لاہور)	بلال حسین 0346.5735533 (راولپنڈی)
جمشید خالد 0346.6770948 (سیالکوٹ)	محمد تیمور 0334.2662478 (حیدر آباد)
عبد الرؤف 0302.2182945 (حب چوکی)	عبد الواحد 0345.3410853 (اوتھل)

فہرست

(Index)

انتساب

Dedication

اپنے والدین اور تمام اساتذہ کے نام!

جن کی محبت، شفقت، تربیت اور حوصلہ افزائی کی بدولت زندگی کے

مختلف مراحل پر کامیابیاں نصیب ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔ ان شاء اللہ

اور

ان تمام والدین اور اساتذہ کے نام!

جو اولاد اور طلبہ کی صحیح تعلیم و تربیت کو نہ صرف اپنی ذمہ داری

تصور کرتے ہیں بلکہ عملی اقدامات بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

محمد صدیق طاہری غفرلہ

پیش لفظ

(Forword)

اس عالمِ رنگ و بو میں انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے ہمکنار کیا گیا ہے۔ کسی کو دھن دولت سے نوازا گیا ہے تو کوئی عزت و شہرت کے بلند مرتبوں پر فائز ہے، کسی کو علم و فضل عطا کیا گیا ہے، تو کوئی فن اور ہنر سے بہرہ ور ہے ۔ کسی کو اقتدار دیا گیا ہے تو کوئی دو وقت کی روٹی کھا کر پر سکون نیند سے لطف اندوز ہوتا ہے، کوئی صحت مند ہے تو کوئی پر سکون۔ہاں یہ ضرور ہے کہ سب نعمتیں سب کو عطا نہیں کی گئیں ، کسی کو ایک نعمت تو کسی کو دوسری نعمت سے سرفراز کیا گیا ہے۔الغرض ہر انسان کو کوئی نہ کوئی نعمت ضرور عطا کی گئی ہے۔

اسی طرح دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک اولاد بھی ہے اولاد صرف نعمت ہی نہیں بلکہ بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ کیونکہ اولاد کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے۔لہذا والدین کا اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے لیے عملی اقدام کرنا انتہائی اہم ہے، تاکہ آنے والی نسلیں علمی، عملی، معاشی، معاشرتی اور دیگر میدانوں میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں اور اپنی قوم و ملت کے لیے باعث فخر بنیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ والدین کو اچھی تربیت کے متعلق بنیادی معلومات اور اصول و ضوابط معلوم ہوں۔ بغرضِ ایں یہ رسالہ پیشِ خدمت ہے تاکہ والدین بچوں کی تربیت کے اصول جان سکیں اور عملی طور طریقے اپناتے ہوئے تربیتِ اولاد سرانجام دیں۔

یہ تحریر تربیت والدین کی اہمیت، تربیت اولاد کی اہمیت، ضرورت، حقوق، انواع و اقسام اور چند عملی طریقوں پر مشتمل ہے جو کہ والدین کے لیے ایک بہترین تربیتی تحفے اور معلّم سے کم نہیں۔ لہذا والدین اسے نہ صرف خود پڑھیں اور عمل کریں بلکہ دیگر والدین تک بھی پہنچائیں۔

اس کتابچہ کا نام "تربیت والدین" رکھنے پر کچھ والدین نالاں ہیں اور انکا کہنا ہے کہ کیا اب بچے ہماری تربیت کریں گے؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے اس بات کا علم آپ کو مکمل تحریر پڑھنے کے بعد ہو جائے گا۔

اصلاح اور تصحیح کی گنجائش بہر حال باقی ہے۔لہذا کوئی بھی اصلاح طلب پہلو نظر سے گزرے تو ضرور مطلع فرمائیں۔میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے مختلف زاویوں سے میری رہنمائی اور معاونت کی۔اللہ تعالیٰ تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

رب کریم اس تحریر کو قبولیت سے نوازے، اس کے فوائد سے ہم کو ہمارے احباب کو، تمام قارئین کو اور جمیع انسانوں کو سر فراز فرمائے۔آمین ثم آمین

والسلام

محمد صدیق طاہری

چیف ایڈیٹر راہِ علم و عمل، کراچی

0307-2985450

Siddiquetahiri786@gmail.com

تقریظ

محترم ومکرم جناب سر شیخ محمد اقبال لاسی صاحب

(گریجویٹ وسابقہ استاد علیمیہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کراچی، ہیڈ کو آرڈینیٹر شعبہ اسلامیات، اسلامیہ انگلش اسکول۔یو۔اے۔ای۔ابو ظہبی)

رب کائنات کی اس وسیع و عریض دنیا میں اشیاء کو اور انسان کو تخلیق کرنے کے بعد انہیں یونہی بے ہنگم چھوڑا نہیں گیا۔ان کے قدرتی حسن میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لیے ان کی تہذیب اور تربیت کی جاتی ہے اور انہیں سخت مراحل سے گزارا جاتا ہے۔جس خوبصورت باغیچے کے پاس سے گزرتے ہوئے ہمیں خوشی محسوس ہوتی ہے، آنکھوں کو تراوٹ اور قلب و ذہن کو سکون ملتا ہے اس کے پیچھے مالی کی کئی مہینوں اور سالوں کی محنت شاقہ کا کردار ہوتا ہے۔مالی اپنا پسینہ بہا کر شب و روز ایک کرتا ہے اور ان گُلوں کی تہذیب، تراش خراش اور گل کاری سے ایسا فن پارہ تیار کرتا ہے، جس کو دیکھنے اور اس سے حظ پانے کے لیے مِیلوں مسافت طے کر کے شائقین عازم سفر ہوتے ہیں۔

رب کائنات کی تخلیق میں انسانی تخلیق ظاہر و باطن ہر دو لحاظ سے انتہائی مشکل اور پیچیدہ اور گنجلک ثابت ہوئی ہے اور تمام مخلوقات میں حضرت انسان ہی واحد مخلوق ہے جو طبعی طور پر بہت ہی محتاج، ضعیف اور کمزور پیدا کی گئی ہے۔انسان کو قدم قدم پر مدد درکار ہوتی ہے۔ بچپن سے بڑھاپے تک وہ کونسا مرحلہ ایسا ہے جہاں انسان کو کسی کی مدد کی ضرورت محسوس نہ ہوتی ہو۔بچپن میں دو سے ڈھائی سال تک جسمانی کمزوری کے باعث تمام کام ماں کر کے دیتی ہے یہاں تک کہ غذا بھی ماں اپنے منہ میں چبا کر قابل استعمال کر کے بچے کے منہ میں ڈالتی ہے۔ کپڑے دھونے، بدلنے اور تیار کرنے کے تمام مراحل میں ماں ہی کی مدد شامل حال ہوتی ہے باپ گھر کے باہر کی ضروریات پوری کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔غذا کی ضروریات سے لیکر تعلیم تک کے تمام مراحل میں باپ (والد) ہی ہر لمحے پیش پیش ہوتا ہے اور اس کمزور و ضعیف بچے کا سہارا

بن کر اسے توانا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ والدین کی مدد صرف ظاہری جسم کی ضروریات پوری کرنے پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ظاہری ضروریات میں انسان اور حیوان کم و بیش برابر ہی نظر آرہے ہوتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے باطن کو سنوارا جائے۔ باطن (ذہن، قلب اور سوچ) کی تربیت (صرف تعلیم نہیں) ہی اصل میں انسان کو نہ صرف دیگر مخلوقات سے ممتاز و ممیز کرتی ہے بلکہ عام انسان کو خاص بنانے میں تربیت وہ واحد چیز ہے جو انسان کو معاشرے میں ایک مفید اور کارآمد انسان بناتی ہے۔

تربیت کے بغیر ہی انسان کو سب کچھ حاصل ہو جاتا تو فطرت اپنے اصولوں کی بنیاد پر تمام انسانوں کو ایک جیسا بناتی اور یوں پوری بنی نوع انسان اپنے جذبات، خیالات، سوچ و فکر، تصورات اور نظریات کے اعتبار سے ایک جیسی ہوتی اور دو انسانوں میں فرق کرنا ممکن نہ ہوتا۔ تربیت دراصل مہذب اور غیر مہذب میں نمایاں فرق پیدا کر دیتی ہے۔ تربیت انسان کو بااصول بناتی ہے اور اسے زندگی کا ایک واضح نصب العین مہیا کرتی ہے۔ بے اصولی، بداخلاقی، بے مروتی، بدزبانی اور اخلاق باختگی جیسے غیر مہذبانہ رویوں کو دور کر کے تعمیرِ شخصیت اور تشکیل کردار کے لیے مثبت (Positive) سوچ اور تعمیری افکار پیدا کر کے ایک عام انسان کو اس معاشرے کا خاص الخاص اور پُر فیض انسان بنا دیتی ہے۔

عزیزم محمد صدیق صاحب (اطال الله عمره و بارك الله في اعماله الصالحه) نے عام روش سے ہٹ کر اپنی کتاب کا عنوان "تربیت والدین" رکھا ہے۔ یقیناً یہ عنوان بہت سے احباب کے لیے اچھوتا ہونے کے ساتھ ساتھ اچھنبھا بھی ہو گا اور جن احباب کے سر پر "والدین" ہونے کا بھوت سوار ہے ان کے لیے باعث تشویش بھی کہ کیا اب والدین کو بھی اپنی اولاد پالنے کے لیے اپنی تربیت کی ضرورت پڑے گی۔ عرض یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں علم کے میادین میں اور ان کے اسالیب کو عملی زندگی میں اپنانے کے لیے ایک عملی رہبر و راہنما (Practical Guide) دیا جاتا ہے اور اس

کے ذریعے سے اپنا کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ تربیت والدین پر نصوص قرآنیہ، احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کے علاوہ صلحاء و صوفیاء کے اقوال بے شمار موجود ہیں جو خود اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ دور جدید کی فکر نہیں ہے بلکہ قدیم زمانے سے صدیوں سے ہماری تہذیب و تمدن اور ثقافت کا حصہ رہی ہے جسے بد قسمتی سے بھلا دیا گیا ہے۔

عاجز کے نزدیک ہمارے معاشرے کے مندرجہ ذیل تین طبقوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آج کی نسل کو کل کے والدین بننے کی تربیت فراہم کریں۔

(1) اساتذہ (2) علماء و خطباء (3) دانشورانِ ملّت۔

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلباء جو اس وقت O Level, A Level یعنی کہ میٹرک اور انٹر کلاسسز میں زیر تعلیم ہیں جو یقیناً صرف سنِ بلوغت کو ہی نہیں بلکہ سنِ شعور کو بھی پہنچے ہوتے ہیں ان کو اپنے اپنے مضامین (Subjects) کو پڑھانے کے ساتھ ساتھ آنے والی زندگی کی ذمہ داریوں سے بھی روشناس کرائیں۔ اسلامیات (Islamic Studies) کے اساتذہ کی ذمہ داری اس حوالے سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ شرعی علوم اور شرعی قوانین کے اولین مآخذ قرآن و سنت جس عنوان کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کر رہے ہوں تو یہ ان کے فرض منصبی کا تقاضہ ہے کہ وہ اس نسل کو آئندہ کی اہم ترین ذمہ داری سے نمٹنے کے لیے فکری طور پر تیار کریں تاکہ آج کے نوجوان جب کل کے والدین بنیں تو وہ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر کر سکیں۔ عاجز کو اس عمر کے طلبہ کو گزشتہ بیس سال پڑھانے کا تجربہ ہے اور ان سالوں میں جو طلباء تربیت لیتے رہے ان میں سے بیسیوں عاجز کے پاس آئے اور کہا کہ جب آپ ہمیں ان موضوعات پہ لیکچرز دیتے تھے اور تربیت کرتے تھے تو بعض اوقات ہمیں وہ باتیں نامناسب لگتی تھیں لیکن آج شادی اور پھر صاحب اولاد ہوئے ہیں تب پتا چلا کہ آپ نے ہماری کتنی بڑی ضرورت کو اس دور میں ہی پورا کر دیا تھا جب ہمیں خود اپنے والدین کی طرف سے تربیت کی ضرورت تھی۔ ان طلباء میں سے

کتنے ایسے ہیں جو بتارہے تھے کہ وہ اپنی سماجی زندگی میں بہت سی برائیوں سے صرف اس لیے بچے ہوئے ہیں تاکہ وہ برائیاں ان کی اولاد کو متاثر نہ کریں اور حلال روزی کا اہتمام صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کی اولاد میں روحانیت پیدا ہو اور ان کے اخلاق سنور سکیں۔عاجز ان تمام تجربات کی روشنی میں عاجزانہ التماس کرتا ہے بالخصوص اپنے پیشے سے وابستہ اساتذہ کرام سے کہ وہ یہ کام ضرور کریں تاکہ آئندہ نسل کو تربیت یافتہ والدین مل سکیں اور اس طرح ہم معاشرے کو بہترین والدین دینے والوں میں شمار ہو سکیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجر پا سکیں۔

علماء، خطباء اور صوفیائے کرام یہ کام زیادہ آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کو سننے کے لیے والدین خود ہر جمعے ،ہفتہ وار اور ماہوار پروگراموں میں شامل ہونے کے علاوہ مخصوص ایام کی تقریبات میں بھی ان سے ملنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ یہ معزز حضرات اگر اس طرف توجہ دیں تو ملت اسلامیہ کو تربیت یافتہ والدین کی ایک کھیپ (جماعت) مل سکتی ہے جن کے اپنے اپنے خاندان میں ایک تربیت یافتہ نسل پروان چڑھ سکتی ہے۔

دانشوران ملت کو ایک بہت بڑا حلقہ احباب میّسر ہوتا ہے۔ ان کا کہنا اور سننا صرف نیشنل (قومی) سطح پر ہی نہیں بلکہ انٹر نیشنل (بین الاقوامی) سطح پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ یہ احباب اپنی اپنی جگہوں پر ہونے کے باوجود بہت دور تک اثر انداز ہوتے ہیں۔اخبار، رسائل اور ٹی وی کے پروگرامز کے ذریعے ایک مہم کے طور پر کام جاری کیا جائے تو یقیناً اس کا اثر بہت جلد معاشرے میں دیکھا جاسکے گا۔

عزیزم محمد صدیق صاحب نے یہ کتاب تصنیف کر کے اساتذہ، علماء وخطباء اور دانشوران قوم کا ملی و قومی قرض چکانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے قبولیتِ عامہ عطا فرمائے۔آمین

شیخ محمد اقبال لاسی

ہیڈ کو آرڈینیٹر اسلامیات، اسلامیہ انگلش اسکول۔ابو ظہبی، یو۔اے۔ای

1 ستمبر 2017ء

تقریظ

محترم جناب علامہ سرفراز صابری صاحب

پرنسپل جامعہ علیمیہ اسلامیہ (Aleemiyah Degree College Karachi)

فاضل نوجوان علامہ محمد صدیق "الجامعة العليمية الاسلامية" کے حالیہ فاضلین میں سے ایک ہیں۔ ان کا شمار ادارے کے ان خوش نصیب طلباء میں ہوتا ہے جنھوں نے وقت کی قدر کی اور مادرِ علمی میں حصول داخلہ کے بعد اپنے مقصد کی تحصیل کے لیے ہمہ وقت فعّال و مستعد رہے۔ عزیزم موصوف اس کتابچہ سے قبل بھی چند کتابچے اور مضامین تحریر کر چکے ہیں۔ اگرچہ ہر کام میں بہتری اور اصلاح کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے، لیکن ان کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔

عزیزم کی یہ قلمی سعی بنام "تربیت والدین" کتابی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کا نام "تربیت والدین" عام قاری کو ورطہ ٔ حیرت میں ڈال دیتا ہے کہ تربیت تو اولاد کی ہونی چاہیے، یہ والدین کی تربیت چہ معنی دارد۔ بہر کیف کتاب کا یہ نام موزوں ہے کیونکہ تربیت والدین کا اصل مقصد در حقیقت تربیت اولاد ہی ہے۔ اس لیے اس کا مخاطب وہ بزرگ والدین نہیں جو بہت زیادہ عمر رسیدہ ہیں اور جو اولاد کی تربیت سے عہدہ بر آں اور سبکدوش ہو چکے ہیں بلکہ اس کا مخاطب تو وہ نوجوان ہیں جن کے کاندھوں پر اولاد کی تربیت کی ذمہ داریاں عائد ہو چکی ہیں یا مستقبل قریب میں ہونے والی ہیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں۔

والدین کی تربیت کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ اب وہ دو الگ فرد نہیں بلکہ خود ایک ادارہ (خاندان) کے قالب میں ڈھل چکے ہیں اگر وہ غلط قدم اٹھائیں گے تو لامحالہ نقصان عظیم ہو گا۔ اور بعض اوقات غلطی کا خمیازہ نسلوں تک کو بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

لمحوں کی خطا صدیوں کی سزا ؎

اکثر والدین اپنی اولاد سے شاکی اور نالاں رہتے ہیں اور ان کی شکایات کے انبار لگا دیتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو مکافات عمل ہے۔یعنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ جب ان کے ہاتھوں میں اولاد کی لگام تھی اس وقت تو اسے شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا۔اگر اس وقت اپنے فرائضِ تربیت صحیح طور پر ادا کرتے تو آج اولاد بھی ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتتی۔

بسا اوقات پڑھے لکھے (خواندہ) بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی ماحول کے زیر اثر اچھائی کے نقش قدم سے ہٹ کر غلط روش اختیار کر لیتے ہیں تو ایسے افراد کی رہنمائی اور تربیت کے لیے ورکشاپس، سیمینارز اور دیگر پروگرامز کا انعقاد کیا جانا چاہیے۔ جس طرح وقتاً فوقتاً اساتذہ اور ڈاکٹرز کی رہنمائی اور تربیت کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ اگر وہ تحصیل علم کے بعد اس کی مشق نہ کرے تو کچھ عرصہ کے بعد اس کے ذہن سے اہم نکات ضائع ہو جاتے ہیں۔لہٰذا وقتاً فوقتاً ان باتوں کے اعادہ کی ضرورت رہتی ہے۔اب چونکہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں جب سائنس اور نفسیات نے تمام علوم پر اپنا اثر مرتب کیا ہے تو میرے خیال میں تربیت والدین بھی ایک منظّم علم بن چکا ہے جو کہ سائنٹفک اور نفسیاتی اصولوں پر مبنی ہے۔

رہا یہ سوال کہ ایک نو تجربہ کار نوجوان کس طرح اتنے ادق موضوع پر قلم اٹھا سکتا ہے جس کا اسے عملی تجربہ نہ ہونے کے برابر ہے تو اس کی مثال علمِ طب سے دی جا سکتی ہے کہ جہاں ایک ڈاکٹر ایسے امراض میں مبتلاء افراد کا علاج کرتا ہے جن امراض کا وہ زندگی بھر کبھی شکار نہیں ہوا (عافانا اللہ و جمیع الناس) وہ نہ صرف ان کا علاج کرتا ہے بلکہ مریض کی مکمل رہنمائی کرتا ہے اور اس مشکل اور پیچیدہ کیفیت سے انہیں کامیابی سے باہر بھی نکال لاتا ہے اسی طرح وہ

شخص جو ابھی اس مرحلے سے نہیں گزرا لیکن دیگر افراد کے تجربات سے آگاہی اور علوم کی معرفت کی بناء پر اگر ایسا کرتا ہے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔

کتاب کی عبارت سادہ اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہے۔ پیچیدہ مسائل بھی قدرے سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کیے گئے ہیں جس کی بناء قاری دوران مطالعہ اس کتاب سے بیزاری محسوس نہیں کرے گا بلکہ اس کی دلچسپی برقرار رہے گی۔ مصنف کی بے باک قلم نے نہ صرف والدین کو پیش آنے والے مسائل کی نشاندہی کی ہے بلکہ ان کے حل کے سلسلے میں بھی رہنمائی فراہم کی ہے۔ بہر کیف یہ ایک مفید اور علمی کتابچہ ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ موصوف کی یہ کوشش نہ صرف علیمیہ کے دیگر طلبہ کے لیے قلمی دنیا میں تحریک کا باعث ہوگی بلکہ عوام الناس کے لیے بھی مفید اور کارگر ثابت ہوگی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عزیزم محمد صدیق کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ ان کی اس اصلاحی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ان افراد کو جن کے کاندھوں پر تربیت اولاد کی بھاری ذمہ داری عائد ہے ان کے علم سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد سرفراز صابری

پرنسپل: الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ

تاثرات

محترم جناب ڈاکٹر عبد المالک کاشف صاحب

بی،اے آنرز (نفسیات)۔ایم،اے اسلامیات۔ڈی،ایچ،ایم،ایس

عزیزم محمد صدیق فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ کی تحریر "تربیت والدین" نظر سے گزری موضوع کے لحاظ سے نئی لگی لیکن بنظر غائر دیکھی جائے تو یہ اصل میں اولاد ہی کی تربیت ہے فرق صرف یہ ہے کہ والدین کو وہ نکات یاد دلائے گئے ہیں جو اولاد کی تربیت کے لیے انتہائی اہم ہیں۔

نفسیات کے لحاظ سے ابتدائی عمر سے لیکر Teen Age یعنی انیس سال (نائنٹین) تک والدین کو تربیت اور تعلیم پر نظر رکھنی ہے چونکہ اسی عمر میں پہنچ کر عقل ڈاڑھ نکلتی ہے یعنی پختگی آجاتی ہے، بچہ بچپن اور لڑکپن سے گذر کر بلوغت میں داخل ہوچکا ہوتا ہے اس عمر تک عموماً بچہ جہاں اپنی تعلیم تقریباً مکمل کر لیتا ہے یا کر رہا ہوتا ہے وہاں معاش اور شادی کے بھی قابل ہو جاتا ہے۔

محمد صدیق طاہری صاحب نے اپنے اس مختصر کتابچے میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ اور ہر صفحے پر ایک موضوع کے عنوان سے بڑی بڑی باتوں کو آسان زبان میں ایسا سمیٹ دیا ہے کہ تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔ تربیت کے دوران اگر ان نکات پر ہی عمل کر لیا جائے، تو نہ صرف والدین اپنی اسلامی، اخلاقی اور دنیاوی ذمہ داریاں ادا کرنے میں کامیاب ہونگے بلکہ اولاد بھی اپنی دینی و دنیاوی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل ہوسکے گی اور والدین کے لیے نہ صرف دنیا میں سکون وخوشی اور عزت واحترام کا باعث بنے گی بلکہ آخرت میں بھی اجر ونجات کا سبب قرار پائے گی۔

میں اس کاوش پر محمد صدیق طاہری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکی تحریر کو زیادہ سے زیادہ استفادے کا سبب بنائے، بالخصوص والدین اور اولاد دونوں کے لیے اور بالعموم عامۃ الناس کے لیے بھی مفید ثابت ہو۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر عبد المالک کاشف
بی،اے آنرز (نفسیات) ایم،اے اسلامیات،
ڈی،ایچ،ایم،ایس

تاثرات

محترم فیاض بہاولپوری صاحب

اردو ادیب و اسلامک اسکالر

برادرم جناب محمد صدیق طاہری صاحب ایک بہترین متعلم بھی ہیں اور اتنے ہی اچھے مصنّف اور استاد بھی۔ وسیع حلقہِ احباب اور مثبت سوچ کے مالک ہیں۔ راقم الحروف کے ساتھ عرصہ دراز سے ان کے دیرینہ تعلقات ہیں۔

موصوف نے، وجد اور تواجد، ذکرِ قلبی، تعارفِ قرآنک فاؤنڈیشن اور تربیت والدین کی صورت میں عظیم تحفے امتِ مسلمہ کو عنایت کیے ہیں۔ ملتِ اسلامیہ ان سے رہتی دنیا تک استفادہ کرتی رہے گی۔ میرے ہم جلیس (مصنف) کوئی زیادہ عمر رسیدہ شخصیت نہیں ہیں، مگر کہتے ہیں کہ "بزرگی بہ عقل، دانش و علم و فضل شود، نہ بہ عمر"۔

گاہے بگاہے ہماری ملاقات ہوتی رہتی ہے، وہ ان شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جو اپنے علم و فضل کے بارے میں اپنی زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں کرتے لہٰذا دنیائے الفاظ و معانی کی جنگ میں وہ ایک جداگانہ حکمت عملی وضع کیے ہوئے ہیں اور اگر وہ استقامت اور خاموشی اختیار کر کے تصنیف و تالیف کے کام میں نہ جتے رہتے تو شاید آج "تربیتِ والدین" منصہِ شہود پر نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم الشان تصنیف پر دارین میں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

محمد فیاض بہاولپوری

تربیت والدین کی اہمیت وضرورت

(Significance and the Need of Parent`s Training)

اللہ ربّ کریم نے تخلیقِ آدم سے بنی نوع انسان کی پیدائش کا سلسلہ شروع فرمادیا تھااور ساتھ ہی انسان کو اشرف المخلوقات کے مرتبے سے سر فراز فرماتے ہوئے عقل و شعور کی صلاحیتوں سے ہمکنار فرمایا۔لہذا انسان کے ذمہ چند کام دے کر دنیا میں بھیجا تاکہ وہ ان سے سبکدوش ہو کر اپنی معراج کو حاصل کرسکے۔وہ کام اور ذمہ داریاں دو طرح کی ہیں ایک کو ہم "حقوق اللہ" کے نام سے جانتے ہیں اور دوسری کو ہم "حقوق العباد" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

حقوق العباد کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں " حقوق والدین "سب سے اہم ہیں جن کا ادا کرنا اولاد کا اولین فرض ہونا چاہیے لیکن ساتھ ہی " حقوق اولاد "نہایت اہمیت کے حامل ہیں اگر والدین چاہتے ہیں کہ مستقبل میں اولاد اُن کے حقوق ادا کرے تو آج انہیں اولاد کے حقوق کو نہ صرف سمجھنا ہو گا بلکہ احسن طریقے سے سر انجام بھی دینا ہو گا تاکہ کل ان کے حقوق بھی ادا کیے جائیں۔

قبل اس کے کہ تربیتِ اولاد سر انجام دی جائے ،خود والدین کو تربیت کی اشد ضرورت ہے۔آپ کو یہ بات شاید عجیب لگی ہو کہ تربیت تو اولاد کی کرنی ہے پھر والدین کی تربیت کی بات کیوں کی جارہی ہے ؟ وہ اس لیے کہ جب تک والدین کو یہ معلوم ہی نا ہو کہ اولاد کی تربیت کس طرح ہوتی ہے تو وہ اس قابل ہی نہیں ہوتے کہ بچوں کی تربیت کر سکیں۔واضح رہے کہ آج کل اکثر والدین اپنے کاموں میں اس قدر مشغول ہیں کہ انکے پاس تربیت کرنے کا وقت تو درکنار اولاد کے ساتھ بیٹھنے اور کھانا کھانے کا بھی وقت میسر نہیں،اگر وقت ہو بھی تو صحیح طریقہ تربیت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے والدین اور اولاد

کے درمیان دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں جسے (Generation Gape) بھی کہا جاتا ہے۔لہذا تربیتِ اولاد سے پہلے تربیتِ والدین کی اشد ضرورت ہے۔

اکثر والدین اولاد سے نالاں نظر آتے ہیں اور اولاد کے نافرمان ہونے کا،رونا روتے پھرتے ہیں۔ یہ تو ہونا ہی ہوتا ہے کیونکہ جب انہوں نے وقت پر بچوں کے حقوق ادا نہ کیے تو اب ان سے بڑی بڑی امیدیں رکھنا بیکار ہے۔لہذا تمام والدین،اساتذہ اور اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ برائے کرم والدین کے حقوق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اولاد کے حقوق اور تربیت کا طریقہ بھی عوام تک پہنچائیں تاکہ ہمارا معاشرہ ایک بہترین معاشرہ بن سکے۔

بچے مستقبل کے معمار:۔

یہ بات بخوبی آپ کے علم میں ہے کہ آج کا ایک ننھا منّا پودا کل ایک فائدہ مند اور پھل دار درخت ہو گا،بشرطیکہ اس پودے کی صحیح نگہداشت کی جائے،اسے موسم کی بدلتی صورت حال میں محفوظ رکھا جائے اور ہر اس چیز سے اسکی حفاظت کی جائے جو اس کے لیے کسی بھی نقصان کا سبب بن سکتی ہو،ساتھ ہی اس کی بہتر نشو نما کے لیے بہترین کھاد اور بر وقت دیکھ بھال بھی بہت ضروری ہے۔

بالکل اسی طرح سے ننھے مُنّے بچے بعد میں ایک کامل فرد ہونگے یعنی آج کے بچے مستقبل کے معمار ہونگے۔اگر ان کی صحیح پرورش اور بہتر تعلیم و تربیت کی گئی تو ہمارے معاشرے کے لیے سود مند ثابت ہونگے اور لوگوں کے لیے آسانی کا باعث بنیں گے۔یہی آگے چل کر ڈاکٹرز،انجینئرز،اساتذہ،اہل علم اور سب سے بڑھ کر خود والدین بنیں گے۔

آج اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کریں تاکہ کل یہ آپ کی نگہداشت کر سکیں

(Provide useful Education and Training to your children so that they are be able to look after you tomorrow.)

اولاد کے حقوق کی اہمیت

(Significance of Children`s Rights)

اللہ ربّ کریم نے اس دنیا میں جو بھی چیز تخلیق فرمائی ہے اسکی چند ذمہ داریاں ہیں اور دوسروں پر اس کے کچھ حقوق بھی ہیں، جیسا کہ درخت، جنگل، پانی، جانور، اسی طرح اور بیشمار اشیاء ہیں لیکن ان میں سب سے اہم انسان ہے، ہر حیثیت اور اوقات میں ایک طرف اسکی چند ذمہ داریاں ہیں تو دوسری طرف اس کے حوالے سے دوسروں پر اس کے کچھ حقوق بھی وارد ہوتے ہیں، مثلاً: آقا غلام ، آفیسر ملازم، شوہر بیوی، حکمران ، عوام، والدین اوراولاد وغیرہ۔ ان میں بھی والدین کے حقوق (جو اولاد نے ادا کرنے ہیں) اور فرائض (جو والدین نے ادا کرنے ہیں) بہت ہی زیادہ اہم ہیں، کیونکہ پورے معاشرے کی بنیاد اسی پر منحصر ہے۔

لیکن صد افسوس ان دونوں معاملوں میں ہمارا معاشرہ عدم توازن کا شکار ہے اور مزید پستی کی طرف گامزن ہے، نیز کچھ نے تو صرف ایک حصّے (والدین کے حقوق) کو ہی اپنا موضوع بنالیا ہے اور دوسرے حصّے (والدین کے فرائض) سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت نہیں ہو رہی اور انکے حقوق کو پامال کیا جارہاہے۔ نتیجتاً اولاد معاشرتی طور پر یتیم ہونے کے ساتھ ساتھ مایوسی، بے راہروی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیتی ہے اور پھر والدین نافرمان اولاد سے بیزار نظر آتے ہیں، لیکن کوئی اس بات پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟۔۔۔ اس کی وجہ صرف اور صرف اولاد کے حقوق کی ادائیگی سے غفلت اور صحیح تعلیم و تربیت سے کوتاہی ہے۔ لہذا یہ بات پھر کہی جائے گی کہ اگر والدین چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد فرمانبردار بنے تو لازم ہے کہ اولاد کے حقوق کا نہ صرف خیال رکھا جائے بلکہ انہیں احسن طریقے سے ادا بھی کیا جائے۔

دینِ اسلام کی تعلیمات میں اس بات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے نیز جدید علوم جن میں خصوصاً علمِ نفسیات (Psychology) بھی اس حوالے سے خاصی رہنمائی کرتا ہے۔

اسلام اور تربیت والدین

(Islamic Perspective on Parent`s Training)

دینِ اسلام چونکہ مکمل ضابطہ حیات ہے لہذا اس میں جہاں دیگر تمام امور سے متعلق رہنمائی ملتی ہے وہاں اولاد کے حقوق اور انکی بہتر تعلیم و تربیت پر نہ صرف زور دیا گیا ہے بلکہ اس حوالے سے مکمل رہنمائی کرتے ہوئے بہترین اصول بیان کیے گئے ہیں۔

سب سے پہلے احساس ذمہ داری سے آگاہ کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ (سورہ تحریم آیت 6)

نیز حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ۔[1]

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لہذا امیر اپنے لوگوں پر نگہبان ہے، یہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اور یہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور عورت اپنے خاوند کے اہلِ خانہ اور اسکی اولاد کی نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الامارۃ: باب فضیلۃ الامام العادل: ج3 ص1459 حدیث 1829

[2] نوٹ:۔ یہ روایت صرف صحیح بخاری میں تقریباً آٹھ مختلف ابواب میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ موجود ہے۔

علم نفسیات اور تربیت والدین

(Psychology and Parent`s Training)

علمِ نفسیات چونکہ انسانی ذہن ،شعور،کردار اور رویے سے متعلق ہے اور یہ ایک سماجی سائنس کا درجہ رکھتا ہے، نیز اس علم کے ذریعے عام اصولوں کو قائم کرنے اور مخصوص معاملات کی تحقیق کے ذریعہ افراد اور گروہوں کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

نفسیاتِ محض یا نظری نفسیات کی ایک شاخ بچوں کی نفسیات(Child Psychology)سے تعلق رکھتی ہے۔اسے نفسیات اطفال بھی کہا جاتا ہے۔اس شاخ میں بچوں کی نشو نما اور ان پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔نیز اس کے ذریعے بچوں کی ذہانت کا اندازہ بھی لگایا جاتا ہے اور اس سے بچوں کی کرداری خوبیوں اور خامیوں کا علم بھی حاصل ہوتا ہے۔دنیا بھر میں اس پر بے شمار تحقیقات اور تجربات کئے گئے ہیں جو کہ ہنوز جاری ہیں۔

نفسیات دانوں نے بچوں کی ذہنی سطح اور تقاضوں کے پیشِ نظر اس بات پر شدید زور دیا ہے ہے کہ صحیح وقت میں بچے کی صحیح تربیت کی جائے تاکہ بچہ ذہنی،جسمانی،سماجی اور تعلیمی میدان میں آگے بڑھ سکے ۔اس حوالے سے سب سے زیادہ ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ بچے کی صحیح نشو نما کے ساتھ ساتھ بہترین تعلیم وتربیت پر توجہ دیں۔کیونکہ والدین ہی سب زیادہ بچے سے قریب ہوتے ہیں اور وہی اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی نفسیات بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے نفسیاتِ اطفال(Child Psychology)کی کتب کا مطالعہ کریں۔

بچوں کے حقوق

(Children`s Rights)

والدین کی طرح بچوں کے بھی بہت سارے حقوق ہیں جو کہ بالخصوص والدین پر اور بالعموم ،اساتذہ، معاشرے اور حکومت پر عائد ہوتے ہیں۔ والدین کو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا چاہیے اور اس سے غفلت ہر گز نہ کرنی چاہیے۔

بچوں کے حقوق کا آغاز ولادت سے قبل ہی ہو جاتا ہے اور پھر یہ حقوق پیدائش سے جوانی تک برقرار رہتے ہیں۔ بچوں کے چند حقوق بالکل مختصر انداز میں پیش خدمت ہیں:

قبل از ولادت بچوں کے حقوق

(1) **قتل اولاد کی ممانعت:۔** بچے کی زندگی کا آغاز اس وقت ہی ہو جاتا ہے، جب وہ حالت جنین میں ہوتا ہے یعنی کہ شکم مادر میں ہی سے بچے کے حقوق شروع ہو جاتے ہیں۔ استقرار حمل کے تقریباً چار ماہ یعنی 120 دنوں بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اس وقت حمل ضائع کرنا بچے کو پیدائش سے پہلے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ جو کہ گناہِ کبیرہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا

(سورہ بنی اسرائیل: آیت 31)

ترجمہ: غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی ،بے شک انکا قتل بڑی خطا ہے۔

بیٹی کی پیدائش:۔

بعض لوگ بیٹی کا معلوم ہوتے ہی اسقاط حمل کروالیتے ہیں ان کے لیے بڑی وعید ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ (58) يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (59) (سورۃ النحل: آیت 58۔59)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے، جس چیز کی اسے خبر دی گئی ہے، اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے، آیا اس (لڑکی) کو ذلت (کی حالت) پر لیے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے، اچھی طرح سن لو ان کی یہ تجویز بہت بری ہے۔

ہمارے معاشرے میں بیٹیوں کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے، اچھی تعلیم و تربیت اور وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ بیٹیوں کو اچھی تعلیم و تربیت کے علاوہ حیا کے زیور سے آراستہ کرنا بھی والدین کے ذمہ ہے۔ ساتھ ہی وراثت اور دیگر مالی حقوق بھی ان کو ادا کرنے ضروری ہیں۔

---

(2) وراثت کا حق:۔ ترکہ چھوڑنے والے کی موت کے وقت شکم مادر میں موجود بچہ جو کہ بعد میں زندہ پیدا ہو وہ وراثت کا حقدار ہو گا کیونکہ پیدا ہونے والا بچہ بھی اولاد کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا صورت میں بچے کے لیے مال میں وصیت کرنا بھی درست ہے

(3) تاخیرِ حد کا حق:۔ جس عورت کے شکم میں بچہ موجود ہو تو اس پر وضع حمل سے قبل نہ تو حد قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی قصاص لیا جائے گا۔

بعد از ولادت اولاد کے حقوق

(1)زندگی گزارنے کا حق:۔ پیدائش کے بعد سب سے پہلے بچہ کو زندہ رہنے کا حق ہے کہ وہ ایک بہتر زندگی گزار سکے۔اسے قتل نہ کیا جائے، انسانوں کی طرف سے تکالیف اور مشکلات میں مبتلا نہ کیا جائے

(2)اچھا نام رکھنے کا حق:۔ بچے یا بچی کا اچھا نام رکھا جائے، جس کا معنیٰ بھی اچھا ہو، کیونکہ نام کا اثر بچے کی شخصیت پر پڑتا ہے، جیسا نام ہو گا بچے پر ویسے ہی اثرات مرتب ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ بعض اوقات نام کے اثرات بچپن میں ظاہر نہیں ہوتے مگر آگے چل کر آہستہ آہستہ نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

(3)رضاعت کا حق:۔ بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ ضرور پلایا جائے، اس سے بچے کی نشو و نما اور صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ بعض مائیں سُستی برتّی نظر آتی ہیں جو کہ بچہ پر ظلم سے کم نہیں۔ لہذا والدین پر لازم ہے کہ وہ بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ پلائیں۔

(4)بہتر پرورش کا حق:۔ بچوں کی اچھی طرح جسمانی پرورش بھی والدین پر لازم ہے۔

(5)اسلامی حق:۔ والدین پر بچوں کا یہ بھی حق ہے کہ انہیں ،بنیادی اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اسلامی ادب آداب اور طور طریقے اور حیا سکھائیں اور انہیں اچھا مسلمان بننے میں معاونت فراہم کریں۔

(6)تربیت کا حق:۔ بچوں کی ذہنی، فکری، اخلاقی اور عملی تربیت بھی والدین کے ذمے ہے۔

(7)تعلیم کا حق:۔ بچوں کو بہتر دینی اور دنیاوی تعلیم فراہم کرنا بھی ان کے حقوق میں سے ہے۔

(8)شفقت و رحمت کا حق:۔ بچوں کو پیار اور محبت فراہم کرنا بھی والدین پر لازم ہے۔

(9)عدل کا حق:۔ والدین کا بچوں کے درمیان عدل کا معاملہ بھی ضروری ہے ورنہ بچے حسد کا شکار ہو جاتے ہیں اور باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے۔

نوٹ:۔ یہاں پر بچوں کے حقوق مختصر انداز میں بیان کیے گئے ہیں، تفصیلات کے لیے اسلامی اور بین الاقوامی طور پر بچوں کے بہت سارے حقوق ہیں، جنکا مطالعہ اور ان پر عمل کرنا والدین، اساتذہ، اہلِ علم اور اصحابِ اقتدار کے ذمہ ہے۔

بچوں کی تربیت کیسے کی جائے؟؟؟

(How To Train Children???)

اولاد کے حقوق معلوم ہونے کے بعد اب ہم سب سے اہم سوال کی طرف آتے ہیں کہ آج کے دور میں والدین بچوں کی تعلیم و تربیت آخر کس طرح کریں؟

اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کرنے سے پہلے والدین کو خود اپنی تربیت کرنی چاہیے کہ بچوں کی تربیت کس طرح کی جاتی ہے؟ اس کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟ کن باتوں کو مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہذا یہ مختصر کتابچہ اس لیے ہی تحریر کیا گیا ہے کہ والدین کی تربیت کی جاسکے۔ تاکہ وہ اچھے والدین بن سکیں اور ان کی اولاد بھی اچھی ہو سکے۔

اولاد کی تربیت کرنے کے لیے کوئی بہت بڑے بڑے کام کرنے کی ضرورت نہیں بس چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیاں دینا ہے اور اچھے اچھے ٹوٹکے استعمال کرتے ہوئے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔

تربیت کے لیے سب سے اہم بچوں کو وقت فراہم کرنا ہے دن میں ایک مناسب وقت بچوں کے ساتھ گزاریں ان سے بات چیت کریں، ان سے رائے لیں، ان کے ساتھ کھیلیں اور بہت سی سرگرمیاں ایسی ہیں جو کہ بچوں کی تربیت میں بڑا کردار ادا کر سکتی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ نیز والدین کو بچوں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا دوست بھی ہونا چاہیے تاکہ ایک تو وہ والدین کو دیکھ کر سیکھ سکیں اور دوسرا وہ والدین سے اپنے مسائل پر گفتگو بھی کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔

لہذا اب مختلف انداز سے تربیت کے چند اصول پیش خدمت ہیں۔ والدین اگر ان باتوں پر عمل کرلیں، تو یقین جانیں صرف بیس سالوں کے اندر ہمارے معاشرے میں انقلاب برپا ہو جائے گا اور آنے والی نسل ایک کامیاب اور مطمئن نسل کے طور پر معاشرے میں فعال کردار ادا کرے گی۔

حلال مال سے تربیت

(Evolving through Pure Means)

سب سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لیں کہ آپ بچوں کو جو مال کھلا رہے ہیں، کیا وہ حلال مال ہے ؟ اگر ہے تو شکر ادا کریں

اور اگر آپ کا مال حلال نہیں تو سب سے پہلے اسے حلال کریں، کیونکہ اولاد کو آپ جیسا مال کھلائیں گے، ان پر ایسا ہی اثر ہو گا۔ آج آپ ان کے لیے حلال و حرام میں فرق کیے بغیر کما رہے ہیں، کل یہی آپ کی ذلّت و رسوائی کا سبب بنیں گے۔ کیونکہ جو بویا جائے وہی کاٹا جاتا ہے۔

ایک ننھے پودے کو اگر گندا پانی دیا جائے تو وہ پودا مرجھا جاتا ہے اور پھل دینے کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پھل دے بھی دے تو مضر صحت ہو گا۔

لہذا چند کھوٹے سکوں کی خاطر اپنے کل کو برباد نہ کریں، آخرت تو بعد کی بات ہے اپنی دنیا خسارے کی طرف نہ لیکر جائیں۔ اپنی آنے والی نسل کو تباہی کے سمندر میں غوطہ زن نہ کریں۔

رشوت، سود، منافع خوری، ملاوٹ کا مال اور حرام کمانے والوں کو دیکھ لیں جا کر آج وہ پاگل خانوں اور اولڈ ہاوسز میں سسکیاں لے رہے ہیں۔ کیونکہ حرام مال اور اولاد نے اثر دکھا دیا۔

پیسہ ضرور کمائیں، لاکھوں کمائیں، کڑوروں کمائیں۔ مگر حلال طریقے سے، کسی کا حق نہ ماریں، کسی کے حصّے کی کمائی کو اپنی جیب میں نہ ڈالیں۔

خدارا! خود پر اور اپنی آنے والی نسل پر رحم کریں!!!

(For God`s Sake have mercy on yourself and your upcoming generation)

دورانِ حمل تربیت

(Training during Pregnancy)

آپ کو یہ جان کر حیرانی ہو گی کہ بچے کی تربیت کا آغاز حمل کے دوران ہی ہو جاتا ہے ، مگر والدین خصوصاً والدہ کی عدم توجہ کی وجہ سے اس دوران بچے کی صحیح تربیت نہیں ہو پاتی۔لہٰذا خواتین کو دورانِ حمل مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

(1)اچھی چیزیں دیکھیں:۔ میڈیکل سائنس یہ بات ثابت کرچکی ہے کہ ماں کے افعال کا مثبت یا منفی اثر پیٹ میں موجود بچے پر ہوتا ہے،لہٰذا دورانِ حمل ایسی تمام چیزوں سے بچا جائے جو کسی بھی منفی اثر کا سبب بن سکتی ہوں، جیسے ڈراؤنی فلمیں، غیروں کی تہذیب پر مشتمل فلمیں ڈرامے، بد صورت اشیاء اور دیگر اس طرح کی چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔

(2)اچھی باتیں سنیں:۔ اسی طرح اچھی چیزیں سننے سے بچے پر اچھا اثر پڑتا ہے، جیسے قرآن کی تلاوت ،نعتیں، قوالیاں، ملی نغمیں، اچھی نصیحتیں اور معلوماتی پروگرام وغیرہ

(3)اچھا سوچیں اور اچھا بولیں:۔ خواتین عجیب وغریب باتیں سوچنے اور بولنے کی عادی ہوتی ہیں۔اس کے بجائے اگر اچھا سوچا اور بولا جائے تو اولاد بھی مثبت سوچ کی حامل ہو گی۔

(4)خوش خوش رہیں:۔ خواتین کو اگر پریشانی اور ٹینشن کا ورلڈ کپ دیا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔لہٰذا خواتین چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے پریشان رہنے کے بجائے خوش رہا کریں تاکہ بچہ بھی خوش رہے۔

(5)اسلامی امور کا خیال رکھیں:۔ ماں کا نماز کی پابندی کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا، ذکر و اذکار اور حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا، بچے کی شخصیت پر بہترین اثرات کا باعث بنتا ہے۔

(6)صحت وصفائی کا خیال رکھا جائے:۔ صفائی ستھرائی، پاکی، خوراک اور صحت کا خصوصی خیال رکھیں کیونکہ بچے کی صحت ماں کی صحت سے وابستہ ہوتی ہے۔

(7)بہت زیادہ دواؤں سے گریز کریں:۔ آج کل ڈاکٹرز پیسے کمانے کیلیے دوران حمل بہت ساری دوائیں دے دیتے ہیں، جن کی وجہ سے شکم میں موجود بچہ موٹا ہو جاتا ہے اور بات آپریشن تک پہنچ جاتی ہے۔

(8)آپریشن سے بچیں:۔ ہمارے معاشرے کے بعض خون خوار ڈاکٹرز پیسوں کی لالچ میں ڈیلیوری کے لیے فوراً ہی آپریشن کا مشورہ دے دیتے ہیں، جو کہ ماں اور بچے کی صحت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ نیز دورانِ حمل بہت زیادہ دواؤں کا استعمال جہاں ماں اور بچے کی صحت کے لیے مضر ہے وہیں آپریشن کی ایک وجہ بھی بنتا ہے۔

بعض خواتین کو آپریشن کروانے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور وہ کچھ دیر کی تکلیف سے بچنے کے لیے عمر بھر کی اذیت کو اپنے لیے منتخب کرنے کی غلطی کرتی ہیں۔ ایک دفع آپریشن ہونے کے بعد پھر ہمیشہ آپریشن ہی ہو گا اور وہ بھی صرف چار مرتبہ، لہذا جب تک بہت زیادہ مجبوری نہ ہو تو آپریشن سے بچیں۔

فقط پیسے کی خاطر ماؤں بہنوں کی صحت سے کھیلنے والے ڈاکٹروں سے گزارش ہے کہ اللہ کا خوف کریں اور اپنے منصب اور پیشے کی لاج رکھیں۔ چند کھوٹے سکوں اور وقت کی بچت کرنے کے لیے نسلوں کو تباہ نہ کریں اور اس شنیع مقصد کے پیشِ نظر لوگوں کو ٹینشن میں مبتلا کرنے کے بجائے حوصلہ دیں اور جب تک ممکن ہو، آپریشن سے گریز کریں۔ اللہ آپ کے اہل خانہ کے لیے بھی آسانی فرمائے گا۔

اسلامی تربیت

(Islamic Training)

بچوں کی پیدائش سے ہی اسلامی تربیت کا آغاز کر دینا چاہیے تا کہ ہمارے بچے کامل مؤمن اور مسلمان بن سکیں۔بطور مسلمان والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں میں اسلامی عقائد،عبادات،معاملات اور دیگر بنیادی باتوں کا شعور بیدار کریں۔

(1)بنیادی عقائد:۔

ا:۔ بچوں کو یہ بتائیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے،جو کہ وحدہ لاشریک ہے،اس نے ہی ساری دنیا کو تخلیق کیا ہے اور وہ ہم سے بہت محبت کرتا ہے۔لہذا ہمیں قرآن شریف کو سمجھ کر اور عمل کر کے اسے راضی کرنا ہے۔

۲:۔ اولاد کو یہ بھی بتائیں کہ حضور ﷺ اللہ کے آخری پیغمبر اور ہمارے پیارے رسول ہیں،آپ ﷺ بھی ہم سے بہت محبت کیا کرتے تھے ہمارے لیے رو رو کر اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔لہذا ہمیں بھی آپ ﷺ سے محبت کرنی چاہیے اور انکی تعلیمات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا چاہیے۔

۳:۔ بچوں کو بتائیں کہ ایک دن ہم سب نے مرنا ہے اور پھر ہمیں قبر میں دفن کیا جائے گا،جہاں فرشتے سوال کریں گے،قیامت کے دن حساب کتاب ہو گا،نیک لوگ جنت میں جائیں گے،جنہیں وہاں ہر نعمت ملے گی اور برے لوگ دوزخ میں جائیں گے،جہاں سخت عذاب ہو گا۔

اس طرح کی دیگر بنیادی باتوں سے بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق انہیں آگاہ کرتے رہیں۔

(2) فرائض:۔ بچوں کو بچپن سے ہی کلمہ یاد کروایا جائے اور پانچ چھ سال کے بچے کو پیار محبت سے نماز کی طرف راغب کیا جائے، جب سات سال کا ہو جائے تو لازماً نماز پڑھائی جائے، لیکن اس کے لیے بہت زیادہ سختی اور مار پیٹ سے گریز کیا جائے ورنہ بچہ نماز سے بد ظن بھی ہو سکتا ہے۔

بالخصوص نماز جمعہ کے لیے بچوں کو تیار کر کے اپنے ساتھ مسجد لے جائیں۔

(3) تلاوت:۔ چھوٹے بچوں کو سی ڈی کیسیٹ، موبائل، ایم پی تھری وغیرہ کے ذریعے تلاوت سنائی جائے تاکہ سن سن کر انہیں صحیح تجوید سے قرآن پڑھنا آجائے۔ قرآن کو تجوید سے پڑھنا ضروری ہے۔

(4) معاملات:۔ بچوں کو حقوق العباد کے بارے میں بتایا جائے کہ اس پر والدین، بہن، بھائی، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے کیا کیا حقوق ہیں۔

اولاد کو یہ بھی بتائیں کہ کسی کو تکلیف دینا، مارنا اچھی بات نہیں، یہ گندے بچوں کے کام ہیں۔

(5) اسلامی واقعات:۔ بچوں کے اندر اسلامی ذوق پیدا کرنے، یاداشت کو مضبوط بنانے، سماعت اور گفتگو کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کیلیے، سیرت النبی ﷺ، صحابہ اور اولیاء اللہ کے واقعات بتائے جائیں۔

(6) بسم اللہ، الحمدللہ:۔ بچوں کو سکھائیں کہ ہر کام کرنے سے پہلے **بسم اللہ** اور آخر میں **الحمدللہ** پڑھیں اسی طرح سیڑھیوں پر چھڑتے وقت **اللہ اکبر** اور اترتے وقت **سبحان اللہ** پڑھا کریں۔ اسی طرح دیگر دعائیں بھی آہستہ آہستہ بچوں کو یاد کرواتے رہیں۔

(7) اچھائی اور برائی:۔ بچوں کے اندر اچھائی اور برائی کا شعور بیدار کریں تاکہ بچوں میں شعوری طور پر تمیز پیدا ہو سکے۔ اچھی باتوں پر ماشاء اللہ اور شاباش کے الفاظ استعمال کریں اور برے کاموں پر ناراضگی کا اظہار کریں۔

(8) اللہ دیکھ رہا ہے:۔ بچوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائیں اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر جگہ ہمیں دیکھ رہا ہے، اگر ہم کہیں اکیلے بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے، وہ ہمارے ہر اچھے کام پر خوش ہوتا ہے اور برے کام پر ناراض ہوتا ہے، جبکہ ہماری زندگی کا مقصد اسے راضی کرنا ہے۔ اس سے بچوں کے اندر چھپ کر گناہ کرنے سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔

اخلاقی تربیت

(Ethical Training)

انسان کے لیے بہترین زیور اس کے اچھے اخلاق ہوا کرتے ہیں، اس لیے بچوں کی اخلاقی تربیت نہایت اہم ہے۔ اخلاقی تربیت بھی اسلامی تربیت کا ہی حصہ ہے۔ اس میں بچوں کو ادب و آداب، صحیح طور طریقے اور سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔

(1)سلام:۔ بچوں کو سلام کرنے اور ہاتھ ملانے کا طریقہ عملی صورت میں سکھائیں۔ جب گھر میں داخل ہوں تو با آواز بلند سلام کریں اور بچوں سے ہاتھ ملائیں اور انہیں بوسہ دیں۔

(2)آپ:۔ اولاد کو سکھائیں کہ کسی سے بات کرتے وقت "تم" اور "تو" کے بجائے "آپ" کا لفظ استعمال کیا کریں۔ والدین بھی بچوں سے آپ کہہ کر مخاطب ہوا کریں۔

(3)کھانا، پینا:۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کریں اور انہیں کھانے کا صحیح اور سنت طریقہ سکھائیں۔ اسی طرح پانی پینے کے آداب سے بھی آگاہ کریں۔

(4)رزق کا احترام:۔ بچوں کو رزق کا احترام کرنا سکھائیں، تاکہ ان کے رزق میں کشادگی اور برکت پیدا ہو۔ جب بھی کوئی کھانے کی چیز زمین پر گری ہو تو بچوں سے اٹھوا کر پرندوں وغیرہ کے لیے رکھوا دیں

(5)سنتوں پر عمل:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سنتیں، اخلاقیات اور ادب وآداب پر ہی مشتمل ہیں، کھانے، پینے اور سونے کے آداب سے لیکر معاشرتی اور معاشی اخلاقیات بھی سنتوں میں شامل ہیں۔

(6)اشیاء کا اٹھانا اور رکھنا:۔ بچوں کو بچپن سے ہی اس بات کی تلقین کریں کہ جو چیز جہاں سے اٹھائیں پھر وہیں رکھیں، تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ بغیر اجازت کسی کی چیز اٹھانے کے نقصانات سے بھی آگاہ کریں۔ اشیاء کو ترتیب سے رکھنا سکھائیں تاکہ بچوں میں سلیقہ پیدا ہو۔

(7)شرم وحیا:۔ شرم وحیا کا تعلق بنیادی اخلاقی اقدار سے ہے، بچپن کی تربیت پوری زندگی کی بنیاد ہوا کرتی ہے لہذا چار سال کی عمر سے ہی بچوں میں شرم وحیا بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ بچوں کو بیت الخلاء خود سے استعمال کرنا سکھائیں، خود سے باپردہ نہانے کی عادت ڈالیں، دوسروں کے سامنے اپنے مخصوص حصوں کو چھپائے رکھنے کی تربیت دیں۔ انہیں سکھائیں کہ اگر کوئی ان کے مخصوص حصوں کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرے تو آپ کو بتائیں۔

(8)اجازت:۔ بچوں کو سکھائیں کہ جب کسی کے کمرے میں جائیں تو اجازت لیکر یا دروازے پر دستک دے کر کے جایا کریں۔ تین دفعہ دستک دینے پر اگر اجازت نہ ملے تو کمرے میں نہ جائیں۔

نفسیاتی تربیت

(Psychological Training)

جدید علم نفسیات میں بچوں کی نشو و نما اور تعلیم و تربیت پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ والدین کے لیے بچوں کی نفسیات جاننا بہت ضروری ہے۔ تاکہ بچوں کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے، ان کی اصلاح اور تربیت کی جاسکے۔

(1) منفرد صلاحیت کی شناخت:۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتیں دے کر اس دنیا میں بھیجا ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے اس کی صلاحیتوں کا علم حاصل ہو۔ لہذا بچوں کی صلاحیتوں کو جاننے کی کوشش کریں اور اس کے مطابق بچے کو ڈاکٹر، انجینئر، ٹیچر، فنکار، آرٹسٹ، کھلاڑی، مقرر یا مصنف بننے میں مدد کریں، زبردستی کسی خاص شعبے میں نہ بھیجیں۔

(2) تعریف:۔ بچوں میں احساس تشکر، اعتماد میں اضافے اور زندگی میں کچھ بڑا کرنے کی خواہش بیدار کرنے کے لیے بچوں کی خوب تعریف کریں۔

(3) خوف:۔ بچہ جب خوفزدہ ہو جائے تو اس کا مذاق اڑانے کے بجائے اسکے خوف کو تسلیم کیا جائے اور حوصلہ دیا جائے کہ آپ تو بہادر ہو، آپ تو شیر جوان ہو وغیرہ اور بچے کو ٹائم دیں۔

(4) جانبدارانہ رویہ:۔ کسی ایک بچے کو پسندیدہ قرار دینے سے بچہ تکبر اور احساس برتری کا شکار ہو جاتا ہے اور باقی بچے حسد اور احساس کمتری کا شکار نظر آتے ہیں۔ لہذا یہ جانبدارانہ رویہ بچوں کی شخصیت مسخ کر دیتا ہے۔ اس لیے اپنے بچوں کے ساتھ عدل اور برابری کا رویہ اختیار کریں۔

(5) حسد اور جلن:۔ اگر آپ کا بچہ دوسرے بچوں سے چیزیں چھیننا شروع کر دے، نئی نئی چیزوں کی ضد کرے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ حسد اور جلن کا شکار ہو گیا ہے۔ لہذا اسے پیار دیں، اس کے ہاتھوں سے دوسرے بچوں کو تحائف دلائیں۔

(6)بہادر بنائیں:۔ بچوں کو نڈر اور بہادر بنائیں تا کہ وہ آئندہ مشکلات کا مقابلہ کر سکیں۔لہذا بچوں کو درخت پر چڑھنا، چھپکلی مارنا اور اس طرح کے دیگر کام کرنا سکھائیں۔

(7)اداکاری:۔ بچوں کی جذباتی تربیت کے لیے والدین کو بعض اوقات اداکاری بھی کرنی چاہیے۔خوشی، غمی، مصنوعی غصّہ، حیرانگی کا اظہار، اچھل کود اور مختلف آوازوں نکالنا اس میں شامل ہیں۔

(8)بغور سماعت:۔ بچوں کی باتیں بغور سنیں، انہیں بات مکمل کرنے دیں، نظریں ملا کر بات سنیں تا کہ بچوں کو اپنا مافی ضمیر بیان کرنا آئے اور آپ کی بات کو بھی بغور سننا سیکھیں۔

(9)کوشش:۔ بچوں کے اندر کوشش اور جدوجہد بیدار کرنے کے لیے، بچوں کو سمجھائیں کہ کچھ بھی ناممکن نہیں، بس تھوڑی سی ہمت اور کوشش کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہے، ہمت نہ ہاریں اور والدین بھی کسی حد تک ان کی مدد اور حوصلہ افزائی کریں تا کہ بچوں میں خود اعتمادی (Confidence) پیدا ہو۔

(10)منفی جملے:۔ بچوں کے سامنے منفی جملے استعمال نہ کریں تا کہ بچوں میں ناکامی کا خوف پیدا نہ ہو۔بلکہ ان ہی منفی جملوں کو مثبت انداز میں پیش کریں، جیسے "ٹی وی مت دیکھو فیل ہو جاؤ گے" کے بجائے کہیں کہ "جس طرح آپ ٹی وی دیکھ رہے ہیں اسی طرح غور و فکر سے پڑھائی بھی کرنا تا کہ امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہوں اور آپ کو انعام بھی مل سکے"، "اپنی شکل گم کرو" کے بجائے "بیٹا آپ ذرا باہر جائیے" وغیرہ

(11)ٹی وی:۔ بچوں کو ٹی وی کے نقصانات سے بچائیں، ٹی وی کے لیے ٹائم مختص کریں اور بچوں کی عمر اور فہم کے مطابق مناسب پروگرامز دکھائیں۔

(12)والدین کے جھگڑے:۔ بچوں کے لیے والدین کا آپس میں بحث و مباحثہ، تلخ کلامی اور جھگڑے انتہائی خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔لہذا کبھی بھی بچوں کے سامنے تلخ کلامی نہ کی جائے۔کیونکہ اس سے بچے کا مزاج اور اندازِ فکر خراب ہو جاتا ہے۔

عملی تربیت

(Practical Training)

یاد رکھیں بچے ہمیشہ دیکھ کر سیکھتے ہیں یعنی جیسا دیکھتے ہیں ویسا ہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لہذا بچوں کی تربیت میں عملی تربیت کا بہت بڑا کردار ہے۔

(1) کہی ہوئی بات پر عمل:۔ والدین کے لیے لازم ہے کہ جن باتوں پر عمل کرنے کا وہ اولاد کو کہیں ان پر پہلے خود بھی عمل کریں تاکہ بچے دیکھ کر سیکھیں۔اگر آپ بچوں کو نماز، قرآن کی تلاوت، مطالعہ، اچھے اخلاق اور دیگر امور کی نصیحت کریں اور خود ان باتوں پر عمل نہ کریں تو پھر بھول جائیں کہ اولاد آپ کی بات مانے گی۔بچوں کو صرف انہی باتوں کا حکم دیں جو آپ خود کرتے ہیں ورنہ بچوں کے اندر دورخی اور منافقت پیدا ہو گی۔

(2)مل کر کام کریں:۔ بچوں کے ساتھ ملکر گھر میں مختلف سبزیاں اور پودے اگائیں، ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں تاکہ بچوں میں صبر و تحمل اور مستقل مزاجی سے کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

(3)ابو گھر پر نہیں:۔ ہمارے ہاں بچوں سے جھوٹ بلوایا جاتا ہے جیسا کہ والد بچے سے یہ کہے کہ گیٹ پر آئے ہوئے شخص سے یہ کہو کہ ابو گھر پر نہیں، یہ جھوٹ کی عملی تربیت ہے۔کل یہی بچہ آپ سے بھی جھوٹ بولے گا۔ آپ خود سچائی کی مثال بنیں تاکہ بچے بھی سچائی پر مبنی زندگی بسر کریں۔

صحت وصفائی کی تربیت

(Training on Health and Cleanness)

صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا ہی بہترین صحت کی ضمانت ہے اور اچھی صحت ہی عملی میدان میں معاون اور مددگار ثابت ہوتی ہے۔ لہذا صحت وصفائی کو اپنانے میں ہی عافیت ہے۔

(1) قدرتی غذا:۔ بچوں کو حتٰی الامکان مصنوعی غذا سے بچانے کی کوشش کریں تاکہ بچے صحت مند رہ سکیں اگرچہ یہ کام شہری لوگوں کے لیے مشکل ہے مگر جتنا بھی ہو سکے کوشش ضرور کریں۔ چینی، میدہ، عام تیل، بناسپتی گھی، عام مکھن، فارمی انڈوں، پیکٹ والے دودھ کے بجائے گڑ کی شکر، چکی کا آٹا، سرسوں یا زیتون کا تیل، دیسی گھی، دیسی مکھن، دیسی انڈے، گائے کا تازہ دودھ استعمال کریں۔ آج کل بہت ساری بیماریوں کی وجہ صرف ہماری غذا ہے۔

(2) صاف لباس:۔ لباس انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ لہذا بچوں کو صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا سکھائیں۔ لباس کا قیمتی ہونا ضروری نہیں ہے، بس صاف اور سلیقے دار ہونا شرط ہے۔

(3) صاف جوتے:۔ صاف جوتے نفیس شخصیت کی علامت ہوتے ہیں، بچوں کو اپنے جوتے صاف رکھنا اور انہیں پالش کرنا سکھائیں تاکہ ایک تو نفیس طبیعت بیدار ہو اور دوسرا انہیں اپنے کام خود کرنے کی عادت ہو اور اس طرح کی سرگرمیوں سے ان کے اندر عاجزی بھی پیدا ہو گی۔

(4) ٹوتھ پیسٹ اور مسواک:۔ صاف ستھرے دانت مسکراہٹوں کو چار چاند لگا دیتے ہیں، لہذا بچوں کو روزانہ ٹوتھ پیسٹ اور مسواک کے استعمال کی عادت ڈالیں۔

(5) کوڑادان (ڈسٹ بن) کا استعمال:۔ بچوں کو سکھائیں کہ کچرے کو ایسے ہی نہیں پھینک دینا چاہیے بلکہ کوڑادان میں ڈالنا چاہیے تاکہ ہمارا ارد گرد صاف رہ سکے۔

(6) بازاری چیزیں:۔ جتنا ہو سکے بازاری چیزوں سے اجتناب کیا جائے تاکہ بچوں کی صحت خراب نہ ہو۔

حفاظتی اور جسمانی تربیت

(Protective and Physical Training)

بچے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں لہذا ان کی حفاظت اور جسمانی صحت انتہائی اہم ہے۔ چنانچہ بچوں کے حوالے سے درجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے۔

(1) **نظر بد:۔** بچوں کو اکثر لوگوں کی یا خود والدین کی نظر لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ فضول رونا شروع کر دیتے ہیں اور بخار وغیرہ کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ لہذا انہیں نظرِ بد سے بچائیں، تیار کرتے وقت ،پیار کرتے وقت **ماشاء اللہ** ضرور کہیں۔ بہت زیادہ تیار نہ کریں۔ آیت کرسی اور معوذتین (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ سورہ قلم کی آخری دو آیات بھی پڑھ کر دم کیا جا سکتا ہے۔

(2) **تیراکی:۔** تیراکی کی عادت بچوں میں خود اعتمادی اور بہادری پیدا کرتی ہے، آپ کو پڑھ کر حیرانی ہو گی کہ تیراکی سیکھنے کی ابتدائی عمر 5 سال ہے۔

(3) **تیر اندازی:۔** بینائی، ارتکاز اور دست و نگاہ کی مطابقت میں اضافے کے لیے بچوں کو تیر اندازی سکھائیں۔ آٹھ سال کی عمر سے بچوں کو تربیت دی جا سکتی ہے اور ہمیشہ اپنی نگرانی میں مشق کروائیں۔ تیر اندازی سنّتِ نبوی ﷺ بھی ہے۔ واضح رہے پستول وغیرہ کے بجائے تیر اندازی ہر حوالے سے بہتر اور فائدہ مند ہے۔

(4) **رسی کودنا:۔** پھرتیلے پن، حاضر دماغی، موٹاپے سے نجات اور ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے بچوں سے رسی کدوایئے اور کبھی خود بھی کود لیا کریں۔

(5) **سائیکل:۔** بچوں کی ذہنی اور جسمانی صحت کے لیے سائیکل چلانا سکھائیں۔

علمی اور تعلیمی تربیت

(Educational and Learning Training)

علم کسی بھی قوم کے عروج وزوال کا ضامن ہوا کرتا ہے، جس قوم کی نوجوان نسل علم کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہو وہ قوم ترقی یافتہ قوم کہلائی جاتی ہے اور جس قوم کے نوجوان شاہین بچے علم کے پروں کا استعمال نہ کریں تو وہ قوم اور معاشرہ تنزلی کا شکار رہتا ہے۔ لہذا اپنے بچوں کو علم کی دولت سے مالامال کریں، جدید وقدیم علوم سے روشناس کروائیں۔ بچپن سے ہی مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

(1) **لائبریری اور مطالعہ :۔** گھر میں کتب کی چھوٹی سی لائبریری بنائیں، جس میں تصویری ، معلوماتی، اسلامی اور دیگر کتابوں کو جمع کرتے رہیں کیونکہ کُتب (لائبریری) کے ذریعے بچوں میں مطالعے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کے ساتھ مل کر روزانہ کچھ دیر مطالعہ کریں تاکہ ان کی علمی قابلیت میں اضافہ ہوتا رہے اور ان کی دوستی کتابوں سے ہوسکے۔

(2) **ہوم ورک:۔** ہوم ورک کے لیے ایک وقت مخصوص کریں اور پیار محبت سے اس وقت میں بچوں سے کام کروائیں، ان کی مدد اور حوصلہ افزائی کریں۔ بچے کے لیے علیحدہ ٹیبل کرسی، چارج لائٹ وغیرہ کا اہتمام کریں تاکہ بچہ سکون سے اپنا کام مکمل کرے اور بیٹھ کر لکھنے اور مطالعے کا شوق پیدا ہو۔

(3) **اسٹڈی سرکل:۔** بچوں کا ایک ساتھ بیٹھ کر کوئی سرگرمی کرنا سرکل کہلاتا ہے۔ ہفتے میں ایک یا دو دن بچوں کو گول دائرے میں بٹھائیں اور مختلف کہانیوں ، لطیفوں اور علمی باتوں پر گفتگو کروائیں۔ اس سرگرمی سے علمی فائدے کے علاوہ بچوں میں ساتھ مل جل کر کام کرنے کی عادت پیدا ہو گی۔

(4) **ذخیرہ الفاظ:۔** بچوں کو روزانہ ایک لفظ سکھائیں تاکہ ان کو زیادہ سے زیادہ الفاظ یاد ہو جائیں۔

(5) **کتابت:۔** روزانہ اردو اور انگلش میں کچھ نا کچھ ضرور لکھوائیں تاکہ بچوں میں لکھنے کی قابلیت پیدا ہو۔

(6)خطاطی:۔ بچے کی سمجھداری، خوداعتمادی، قوت ارادی اور تعلیمی قابلیت میں اضافے کے لیے بچوں کو صاف ستھرا لکھنے کی عادت ڈالیں اور خطاطی سکھائیں۔

(7)عربی:۔ عربی کی بنیادی باتوں سے بچوں کو بہرہ ور کریں تاکہ ان کے اندر اسلامی تشخص اور قرآن و حدیث سے لگاؤ پیدا ہو سکے۔

(8)اردو:۔ بچوں کی اردو بہتر کرنے کے لیے اردو کی تحریریں پڑھ کر سنائیں۔ اردو ہماری قومی زبان ہے خدارا! اسے نئی نسلوں تک پہنچائیں۔ ورنہ اگلے چند سالوں میں اردو اپنا مقام و مرتبہ کھو دے گی۔

(9)انگریزی:۔ انگریزی زبان اس دور کی اہم ضرورت بن چکی ہے لہذا بچوں کو اس کی بنیادی تعلیم دیں تاکہ ان کو مستقبل میں آسانی ہو۔

(10)ریاضی:۔ تمام علوم کی اصل اور بنیاد اگر کسی علم کو کہا جا سکتا ہے تو وہ ریاضی ہے۔ یہی وہ علم ہے جو تمام علوم کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ لہذا بچپن سے ہی بچوں کو مختلف کھیلوں کے ذریعے ریاضی کے بنیادی اصول سے آراستہ کر دیا جائے۔

(11)رٹافکیشن:۔ رٹّے کے اپنے کچھ فوائد ضرور ہیں لیکن اکثر بچوں کو صرف اور صرف رٹوا کر چیزیں یاد کروادی جاتی ہیں، جس سے انہیں چیزیں یاد تو ہو جاتی ہیں مگر وہ اسے سمجھ نہیں پاتے اور عمر بھر رٹّے پر گزارا کرتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ "رٹا فکیشن از ناٹ کولیفکیشن"۔ لہذا بچوں کو بنیادی چیزیں ضرور یاد کروائیں مگر رٹوانے کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کے مقاصد اور مفہوم کو بچوں کی ذہنیت کے مطابق ضرور سمجھائیں۔

(12)پسند کا شعبہ (فیلڈ):۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی طرف سے اولاد پر کوئی تعلیمی فیلڈ مسلط نہ کریں، بلکہ کیریئر کاؤنسلنگ کے ذریعے انہیں ان کی من پسند تعلیمی فیلڈ اختیار کرنے میں معاونت فراہم کریں۔

فکری تربیت

(Intellectual Training)

فکری پختگی کسی بھی فرد کو مضبوط قوت ارادی فراہم کرتی ہے۔ جس فرد کی فکر بالغ ہو جائے وہ بڑے سے بڑا نظریہ پیش کر سکتا ہے، بڑے سے بڑا مسئلہ حل کر سکتا ہے اور تو اور مستقبل کی پیشن گوئی بھی کر سکتا ہے۔ لہذا بچوں کی فکری تربیت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(1) سوالات:۔ بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں اور خود اعتمادی میں اضافے کے لیے بچوں سے معلوماتی اور تخلیقی سوالات پوچھے جائیں مثلاً اگر دنیا میں سے نیلا رنگ ختم ہو جائے تو کیا ہو گا؟، اگر آپ سمندر میں رہتے تو کون کون آپ کے دوست ہوتے؟ وغیرہ ۔۔۔۔ سوالات کرنے سے بچے ذہین اور حاضر جواب ہو جاتے ہیں۔ لہذا انسانوں، جانوروں اور دیگر اشیاء کے بارے میں سوالات کرتے رہا کریں۔ سوالات سوچنے پر مجبور کرتے ہیں جس سے ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(2) تجسّس:۔ چھوٹی موٹی شرارتوں میں روک ٹوک سے گریز کریں اور بچوں کو تجسّس کی تکمیل کرنے دیں تاکہ بچوں کی فکر اور خود اعتمادی میں اضافہ ہو۔ بہت زیادہ روک ٹوک سے بچے بزدل اور ضدی ہو جاتے ہیں۔

(3) حواس خمسہ کا استعمال:۔ کھانا کھاتے اور دیگر کام کرتے وقت بچوں سے حواس خمسہ (دیکھنا، سونگھنا، سننا، چکھنا اور محسوس کرنا) کا استعمال کروائیں تاکہ بچوں میں توجہ، یکسوئی اور چھٹی حس بیدار ہو سکے۔

(4) رائے لیں:۔ پکوان کے انتخاب، خریداری اور سیر و تفریح کے حوالے سے بچوں کی رائے کو بھی اہمیت دیں بلکہ خود ان سے رائے لیں تاکہ وہ من مانی کے بجائے وہ مشاورت کے عادی بن جائیں۔

(5) آسمان کا مشاہدہ:۔ بچوں کی فکری اور تخیلی تربیت کے لیے بچوں کے ساتھ مل کر رات کو آسمان کا مشاہدہ کرواتے ہوئے چاند ستاروں اور دیگر سیاروں کے حوالے سے معلومات فراہم کریں۔ مظاہرِ فطرت کا مشاہدہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب تک لے جاتا ہے۔

فنی تربیت

(Training in Art)

فن اور ہنر کی ہر معاشرے میں قدر و قیمت پائی جاتی ہے اور ہنر مند افراد قوم کا اثاثہ ہوا کرتے ہیں۔بچوں میں بھی فن اور ہنر سیکھنے کا شوق بیدار کیا جانا چاہیے۔

(1)نیا کام:۔ بچہ جب بھی کوئی نیا کام کرے ،مثلاً جھاڑو سے صفائی کرے،پینٹنگ بنائے،کچھ لکھ کر دکھائے یا کوئی بھی نیا کام کرے(اگرچہ اس کے لیے وہ اپنے کپڑے خراب بھی کر دے)تو ڈانٹنے کے بجائے اسکی تعریف اور حوصلہ افزائی کریں، تاکہ اس کے اندر تخلیق کرنے کا جذبہ پیدا ہو سکے۔

(2)کردار:۔ بچوں سے مختلف کردار ادا کرواتے رہیں تا کہ بچے مختلف فنون سیکھ سکیں۔باورچی،دکان دار،استاد،ڈاکٹر،انجینئر، آفیسر ،مالی،مزدوراور مستری وغیرہ کے کردار میں سرگرمی کروائیں۔

(3)زیر تعمیر عمارت:۔ بچوں کو زیرِ تعمیر عمارت کا دورہ کروائیں اور بتائیں کہ عمارت کس طرح بنتی ہے اور اس میں کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔اس مشاہدے سے بچوں میں تعمیراتی کام کے مختلف مراحل سے آگاہی بیدار ہو گی۔

(5)سلائی کڑھائی:۔ بچیوں کو سلائی کڑھائی کرنا ضرور سکھائیں تا کہ وہ ہنر مند ہوں اور اپنے کپڑوں کے علاوہ بوقتِ ضرورت اپنا گزر بسر بھی کر سکیں۔

(6)کھانا بنانا:۔ اولاد کو کھانا بنانا بھی سکھائیں تا کہ ان کے اندر سلیقہ اور حسنِ ذائقہ پیدا ہو سکے۔

جنسی مسائل کی تربیت (آگاہی)

(Awareness of Puberty issues)

بلوغت اورنوجوانی کی عمر شُطرِ بے مہار ہوا کرتی ہے یعنی اس عمر میں بچہ بعض جذبات،احساسات، خواہشات اور امنگوں کے تحت بہت سے فیصلے کر بیٹھتا ہے اور پھر عمر بھر کفِ افسوس ملتا نظر آتا ہے۔اس عمر میں بچوں کے ساتھ مشاورت اور دوستانہ ماحول میں تربیت فراہم کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

(1) **بری صحبت:۔** اس عمر میں بچوں کو غلط صحبت سے سے بچانا ضروری ہے اور اس کے لیے سختی کے بجائے دوستانہ ماحول اور اچھے لوگوں کی صحبت کی طرف مائل کرنا چاہیے۔

(2) **تنہائی:۔** اس عمر میں بچوں کے لیے تنہائی زہرِ قاتل ہے، مختلف مشاغل میں مصروف رکھیں۔

(3) **نظر رکھیں:۔** بچوں کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں اور پیار، محبت اور دوستانہ ماحول فراہم کریں۔

(4) **جنسی تعلیم:۔** بلوغت کے دور میں بچہ بعض پرسنل مسائل کی وجہ سے الجھنوں کا شکار رہتا ہے۔لہذا دوستانہ ماحول میں اشاروں اور کنایوں سے بچوں کو مسائل کی نوعیت اور حل سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں شرم وحیاکے پیشِ نظر بچوں کو جنسی تعلیم اور بلوغت کے مسائل سے آگاہ نہیں کیاجاتا، جس کے سبب وہ باہر کے لوگوں سے یہ مسائل دریافت کرتے ہیں اور اکثر اوقات غلط رہنمائی ملنے کی وجہ سے بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو بروقت دوستانہ ماحول میں جنسی مسائل کی تربیت فراہم کی جائے، تاکہ وہ کسی غلط راستے کا انتخاب نہ کر بیٹھیں اور پرسکون زندگی بسر کرنے کے اہل ہو سکیں۔

معاشرتی اور سماجی تربیت

(Sociological Training)

کوئی بھی معاشرہ افراد سے ہی پروان چڑھتا ہے، جس معاشرے میں اچھے افراد زیادہ ہوں وہ معاشرہ فلاحی اور اچھا معاشرہ کہلایا جاتا ہے اور اس کے بر عکس وہ معاشرہ برا کہلایا جاتا ہے، جس کے افراد برے ہوں۔لہٰذا معاشرے کو درست کرنے کے لیے افراد کو درست کرنا ضروری ہے۔اس لیے بچپن سے ہی اچھے معاشرے کے لیے تربیت کی اشد ضرورت ہے۔

(1)غیر سماجی رویہ:۔ بچوں کو اپنے ساتھ رشتہ داروں اور دوست احباب کے ہاں لیکر جائیں اور وہاں ان سے گفتگو کروائیں تاکہ بچہ غیر سماجی رویّہ اختیار کرتے ہوئے بچوں کے ساتھ کھیلنے، مہمانوں کے ساتھ ملنے، بچوں سے دوستی کرنے اور سوالات کے جواب دینے میں کترانہ شروع نہ کردے۔

(2)قربانی کا جذبہ:۔ قربانی کا جذبہ اعلیٰ شخصیت کے اوصاف کی بنیاد ہے ،لہٰذا بچوں کو سکھائیں کہ اپنے کھلونے وغیرہ، بہن بھائیوں اور دوسرے بچوں کو کھیلنے کے لیے بھی دے دیا کریں۔

(3)ہمدردی:۔ بچوں میں انسانی ہمدردی بیدار کرتے کے لیے، بچوں کے ذریعے پیاسوں کو پانی پلوائیں، بھوکوں کو کھانا کھلوائیں، راستے سے تکلیف دہ چیزیں ہٹوائیں۔

(4)لائن:۔ بچوں کو تحمل کے ساتھ باری کا انتظار کرنا سکھائیں تاکہ دوسروں کے حقوق کا تحفّظ ہو سکے۔

(5)غلط الفاظ کا استعمال:۔ بچے جب بھی غلط الفاظ کا استعمال کریں تو ڈانٹنے کے بجائے نرمی اور پیار سے سمجھائیں، چہرے سے ناگواری کا اظہار کریں اور معلوم کریں کہ یہ الفاظ کہاں سے سیکھے تاکہ کل کو معاشرے میں یہ الفاظ عام نہ ہو جائیں۔

(6)مہربانی اور شکریہ کے الفاظ:۔ بچوں کو مہربانی اور شکریہ کے الفاظ سکھائیں تاکہ جب بھی کسی سے مدد مانگے توبرائے مہربانی اور کام مکمل ہونے پر شکریہ کے الفاظ استعمال کریں۔شائستہ الفاظ کے استعمال سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(7)معذرت:۔ بچوں کو سکھائیں کہ جب آپ کی وجہ سے کسی بہن بھائی،دوست اور پڑوسی کو تکلیف پہنچے تو معذرت اور Sorry کا استعمال کریں۔والدین بھی اپنی غلطیوں پر بچوں سے معذرت کیا کریں۔

(8) تقسیم:۔ بچوں کو فروٹ وغیرہ بانٹ کے کھانا سکھائیں تاکہ ان کے اندر سے لالچ ختم ہو۔

(9)نیک صحبت:۔ اپنے بچوں کی دنیا اور آخرت بہتر کرنے کے لیے نیک اور اچھی صحبت کا انتخاب کریں، برے بچوں کی صحبت سے دور رکھیں،لیکن اس کے لیے حکمت عملی سے کام لیں تاکہ ایک تو بچوں کو پابندی محسوس نہ ہو اور تنہائی کا شکار بھی نہ ہوں۔

معاشی تربیت

(Economical Training)

زندگی گزارنے کے لیے معاشی ضروریات ہر خاص و عام کو دامن گیر رہتی ہیں۔ حلال اور مناسب ذریعہ معاش ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہے۔ حصول رزق حلال عبادت بھی ہے۔ لہذا بچپن سے ہی اولاد کے اندر یہ صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ وقت پر ہی اپنے قدموں پر کھڑے ہوں اور حلال طریقے سے رزق کمانے کے قابل ہو سکیں۔

(1)**رزق کا احترام:۔** بچوں کو رزق کا احترام سکھائیں تاکہ وہ دنیا میں کبھی معاشی تنگی کا شکار نہ ہوں۔

(2)**صدقہ اور خیرات:۔** بچوں کے ہاتھوں سے غریب اور نادار لوگوں میں کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی اشیاء تقسیم کروائیں، تاکہ بچوں میں ہمدردی اور رحم کا جذبہ بیدار ہو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہو۔

(3)**اپنی مدد آپ:۔** بچوں کو اپنے کام خود کرنے کا عادی بنائیں تاکہ وہ اپنے معاش کے لیے بھی خود کوشش کرنے کے قابل ہو سکیں۔

(4)**محنت اور مشقت:۔** بچوں سے چھوٹے چھوٹے کام کروائیں جو کہ تھوڑے محنت طلب اور مشقت پر مبنی ہوں تاکہ مستقبل میں اپنا کاروبار اچھے انداز سے چلا سکیں۔

(5)**چھوٹا سا کاروبار:۔** بچپن میں ہی بچوں کو چھوٹی سی دکان یا کوئی اور کام کھول کر دیں تاکہ مستقبل میں وہ اچھے بزنس مین بن سکیں۔

ازدواجی تربیت

(Marital Training)

جوانی میں اولاد کو اپنی زندگی کا اہم فیصلہ لینا ہوتا ہے اور وہ فیصلہ شادی سے متعلق ہوتا ہے۔ بچوں کی شادی جلد ہی کروادینی چاہیے، کیونکہ یہی ان کے لیے بہتر ہے۔ مگر شادی سے قبل اولاد کو مندرجہ ذیل تربیت فراہم کی جائے:

(1) احساس ذمہ داری:۔ سب سے پہلے اولاد میں احساس ذمہ داری کو پیدا کیا جائے تاکہ وہ اچھے شوہر اور بیوی ثابت ہو سکیں۔ کسی اور کی ذمہ داری کو نفسیاتی اور معاشی طور برداشت کر سکیں۔

(2) پسند کی شادی:۔ اس عمر میں اکثر بچوں کو پسند کی شادی کرنے کا شوق ہوتا ہے جو کہ کافی حد تک درست ہے مگر بعض اوقات پسند کی شادی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے اگر اولاد کی پسند مناسب ہے تو اسے اختیار کر لیا جائے اور اگر وہ پسند درست نہیں تو انہیں وجوہات بتائی جائیں۔

(3) عملی نمونہ (رول ماڈل):۔ والدین کا آپس میں باہمی اعتماد، عزت و احترام، تحفے تحائف اور قربانی کا رویہ بچوں میں لاشعوری طور پر ان کے ازدواجی معاملات کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(4) سمجھوتہ (کمپرومائز):۔ شادی کے بعد کی زندگی قدرے مشکل اور صبر آزما ہوتی ہے اور احساسِ ذمہ داری بھی اپنے عروج پر ہوتا ہے، ایسے میں میاں بیوی کے درمیان چھوٹے موٹے معاملات اکثر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا اولاد کے اندر صبر، برداشت، جلدی بازی اور غصّے پر کنٹرول کرنے کی تربیت فراہم کریں۔ تاکہ آپ کی اولاد کا گھر بسا رہے اور غلط فہمیوں کا شکار ہو کر بکھر نہ جائے۔

تعلیم وتربیت اولاد میں غصہ، مارپیٹ اور سختی کے نقصانات

(Side effects of Anger, Beating and Harshness during the Education and Training)

ہمارے ہاں اکثر والدین اور اساتذہ مار پیٹ کو ہی مسئلے کا حل سمجھتے ہیں اور بڑی دلیری سے بچوں پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اس طرح وہ بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں۔

اسلام بھی بچوں کو مارنے پیٹنے کے خلاف ہے اور جہاں مارنے کا حکم ہے وہ بھی آخری اسٹیج پر معمولی مار کا ہے اور وہ بھی لکڑی وغیرہ سے نہ ہو بلکہ ہاتھ سے اور اس میں بھی چہرے اور جسم کے نازک حصے پر مارنے کی ممانعت ہے۔

بچوں کو مارنے پیٹنے سے گریز کریں کیونکہ والدین کی مار پیٹ ڈر اور خوف پیدا کرتی ہے، جسمانی اور خصوصاً ذہنی طور پر کمزور کر دیتی ہے، بچے مارنا سیکھ لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ

اسی طرح کھلونا وغیرہ ٹوٹ جانے پر ڈانٹنے ڈپٹنے سے بچوں میں مادی چیزوں کی اہمیت بیدار ہو جاتی ہے پھر بڑے ہو کر وہ والدین کے بجائے مال و دولت کو اہمیت دیتے ہیں۔

ضدی اور ڈھیٹ ہونے کی وجوہات

تین اہم وجوہات ہیں جو کہ بچے کو ضدی اور ڈھیٹ بننے پر مجبور کرتی ہیں:

(1) بہت زیادہ مار پیٹ (2) حد سے زیادہ لاڈ پیار (3) ہر خواہش کی تکمیل، یہ بنیادی وجوہات ہیں جو بچے کو ڈھیٹ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ بچے سے کیا گیا وعدہ مؤخر کرنا بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کریں ورنہ وعدہ ہی مت کریں تاکہ بچہ امید وابستہ نہ کرلے۔ سوچ سمجھ کر جب ایک چیز سے منع کر دیں تو پھر کسی صورت اپنا فیصلہ نہ بدلیں۔ **(ہاں تو ہاں نا تو نا)**

سب کچھ کرنے کے بعد!!!!!! امید نہ رکھیں!!!!!!

(After doing everything Do not expect)

والدین یاد رکھیں اولاد اس دنیا کی ایک بہت ہی بڑی آزمائش ہے اگر اسے سب سے بڑی آزمائش کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔لہذا والدین اپنی ذمہ داری ادا کریں اور پھر معاملہ اللہ کی ذات پر چھوڑ دیں اور اسی سے بہتر بدلے کی توقع کریں۔اولاد سے بڑی بڑی امیدیں نہ لگائیں، کیونکہ اولاد اکثر آپ کی امیدوں پر پورا نہیں اترپاتی، جس کی وجہ سے والدین ڈپریشن اور ٹینشن کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔

والدین کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ وہ اولاد کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں وہ دراصل بدلہ چکا رہے ہیں اس کا جو ان کے اپنے والدین نے ان کے لیے کیا تھا۔

اولاد اگر آپ کی نافرمان ہے تو پہلے غور کرلیں کہ آپ تو اپنے والدین کے نافرمان نہیں تھے۔اگر تھے تو پریشان نہ ہوں یہ کیے کی سزا ہے اور اگر آپ اپنے والدین کے نافرمان نہیں تھے مگر پھر بھی اولاد آپ کی نافرمان ہے تو بھی آپ پریشان نہ ہوں اس کا بدلہ آپ کی اولاد سے ان کی اولاد اچھے طریقے سے لے کر رہے گی، آپ ٹینشن نہ لیں۔

زندگی میں سب کچھ اولاد کے نام بھی نہ کریں، انہیں ان کی ضرورت اور اپنی حیثیت کے مطابق سرمایا فراہم کرتے رہیں مگر اپنے لیے بھی ضرور کچھ بچا کر رکھیں۔ تاکہ کل آپ کی اولاد اگر آپ کو گھر سے نکال دے تو آپ اپنا گزر بسر کر سکیں۔

ایسے وقت کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور یتیموں کی معاونت کرنا بڑا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔لہذا اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ یتیم بچوں کی بھی کفالت کریں، یہ یتیم بچے آپ کو اس وقت کام آئیں گے جب کہ آپ اپنے بچوں سے ناامید ہو چکے ہونگے۔کیونکہ اللہ کی راہ میں دیا گیا مال کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

المختصر والدین اپنی ذمہ داری ادا کریں اور پھر معاملہ اللہ کی ذات پر چھوڑ دیں اور اسی سے بہتر بدلے کی توقع کریں۔ اللہ نے چاہا تو اولاد آپ کو خوشیوں سے ضرور ہمکنار کرے گی۔ مگر اولاد سے بڑی بڑی امیدیں نہ لگائیں۔

بے اولاد جوڑے !!!!

(Childless Couples)

بہت سے ایسے لوگ بھی اس دنیا میں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت عطا نہیں کی۔ معاشرہ اس کی کچھ بھی وجوہات بیان کرتا پھرے مگر در حقیقت یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے کہ انہیں مستقبل میں آنے والے بڑے دکھوں اور تکلیفوں سے بچا لیا ہے، ورنہ تو اولاد ایسے ایسے کام بھی کر لیتی ہے کہ والدین کو یہ کہنا پڑ جاتا ہے کہ "کاش تم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے یا پیدا ہوتے ہی تمہارا گلہ دبا دیا ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا" ۔لہذا بے اولاد افراد ناامید نہ ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں اولاد ان کے اور معاشرے کے حق میں اچھی ثابت نہ ہو سکتی ہو، لہذا آخرت میں اس سے بہتر جزا ان کے لیے تیار کی گئی ہو، اس لیے کبھی بھی ناشکری نہ کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اولاد اس لیے نہ دی جا رہی ہو تا کہ آپ کسی یتیم کا سہارا بن سکیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہیں لوگوں کی فکر نہ کریں۔

معاشرے کا رویّہ:۔ بے اولاد خواتین و حضرات بالخصوص خواتین کے ساتھ ہمارے معاشرے کا رویّہ انتہائی جگر سوز ہے، ان کو حوصلہ اور سہارا دینے کے یا کم از کم خاموش رہنے کے بجائے طرح طرح کی باتیں، طعنے اور نہ جانے کیا کچھ سننے کو ملتا ہے۔ کبھی خود کو ان کی جگہ رکھ کر تصوّر کریں تو اندازہ ہو گا کہ وہ کس کرب اور تکلیف سے گزرتے ہونگے ؟؟؟؟

(اولاد عجیب ھی نعمت ھے!!! جس کی ھے وہ بھی پریشان اور جس کی نھیں وہ بھی پریشان)

(Child is strange Blessing! Whoever gifted is worried and whoever not gifted worried too)

ایک پیغام اولاد کے نام!!!!!

(A Message For Children)

اولاد کی خدمت میں ایک گزارش کرنا بھی اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اگر والدین اپنی لاعلمی یا کسی بھی دوسری وجہ سے آپ کی صحیح تعلیم و تربیت نہیں کر سکے !!!تب بھی یہ ہیں تو آپ کے ہی والدین!!!۔۔۔ آپ کی پیدائش کی تکالیف سے لیکر بچپن کے سارے دکھ انہوں نے ہی برداشت کیے ہیں۔۔۔۔۔ چاہے وہ خود گیلی جگہ پر سو کر آپ کو خشک جگہ پر سلانے کی صورت ہو یا اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر آپ کی خدمت کی صورت میں ہو یا چاہے اپنے خون پسینے کی کمائی تمہارے قدموں پر قربان کرنے کی صورت میں ہو۔۔ ایسی نہ جانے کتنی ہی صورتیں ہونگی، جو ہم نہیں جانتے۔۔۔۔۔ آج بھی آپ کو کوئی چھوٹی سی تکلیف پہنچے تو سب سے زیادہ دکھ ان کو ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ اگرچہ ان معاملات کا آپ کو علم اس وقت ہو گا جب آپ خود والدین بنیں گے۔ یا پھر ان سے معلوم کریں کہ جن کے والدین اس دنیا میں نہیں ہیں، کہ یتیمی کی زندگی کیسی ہوتی ہے؟؟؟

بس اتنا ہی کہا جائے گا کہ والدین کو راضی کرلیں، اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔

حرفِ آخر

(Concluding Words)

دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک اولاد بھی ہے اولاد صرف نعمت ہی نہیں بلکہ بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ کیونکہ اولاد کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی صحیح تعلیم وتربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے۔لہذا والدین اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کے لیے عملی اقدامات کریں، تاکہ آنے والی نسل علمی، عملی، معاشی، معاشرتی اور دیگر میدانوں میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکے اور اپنی قوم اور ملّت کے لیے باعث فخر بنیں۔

والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت ممکن بنائیں، جتنا ہو سکتا ہے انہیں وقت دیں، ان کی رائے کو اہمیت دیں، انہیں بہتر رہنمائی فراہم کریں تاکہ وہ معاشرے کے حوصلہ مند، باہمت اور باکردار افراد بن سکیں۔

یہ مختصر رسالہ پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ والدین اولاد کی تربیت کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے عملی اقدامات کی طرف پیش قدمی کر سکیں، بس یہی " تربیتِ والدین "ہے۔اللہ رب کریم اس کاوش کو قبولیت سے سرفراز فرمائے اور اس کے فوائد سے ہم کو ہمارے احباب کو، تمام قارئین کو اور جمیع انسانوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام

محمد صدیق طاہری

مصنف کا تعارف



محمد صدیق طاہری صاحب علیمیہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (اسلامک سینٹر) کے حالیہ گریجویٹس میں سے ہیں اور کراچی یونیورسٹی کے ایک طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ جدید و قدیم علوم کے حصول کے لئے کوشاں ہیں، اصلاحی اور فکری ذہنیت کے حامل ہیں۔ اسلام کو جدید انداز میں لوگوں تک پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں، انہیں تصوف سے بھی خاصہ لگاؤ ہے نیز مستقبل میں پی ایچ ڈی کرنے کا بھی سوچ رکھا ہے اور ٹیچنگ اور تحقیق و تدوین کی فیلڈ سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ تقریر، تحقیق و تصنیف اور کیریئر کاؤنسلنگ کا شوق بچپن سے ہی ان کی شخصیت میں موجود ہے۔ موصوف "رسالہ راہِ علم و عمل" کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں، جبکہ سیر و سیاحت بھی ان کا ایک مشغلہ ہے۔

یہ کتاب (تربیت والدین) ان کی چوتھی تصنیف ہے اور بہت ہی آسان اور جدید انداز میں لکھی گئی کتاب ہے اس کا اکثر حصہ مؤلف نے اسلامک سینٹر میں دوران تعلیم ہی مکمل کر لیا تھا جب کہ اُس وقت موصوف جامعہ علیمیہ اسلامیہ میں 4th year کے طالب علم تھے۔ یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے اور والدین کے لئے کسی بہترین تحفے سے کم نہیں۔

اس سے قبل مؤلف کی پہلی کتاب "وجد اور تواجد" دوسری کتاب "ذکر قلبی"، تیسری "تعارف قرآنک فاؤنڈیشن" بھی منظر عام پر آ چکیں ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب کریم ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اسی طرح دیگر اہم موضوعات پر قلم فرسائی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مصنف کی دیگر کتب

